PERSIAN.

B.A. Part I (Hon)

عمر خیام

حکیم عمر خیام فارسی زبان و ادب کی تاریخ میں دور سلجوقیہ کا مشہور شاعر گذرا ہے۔ جس کا آبائی پیشہ خیمہ دوزی تھا اور وہ نیشاپور کا رہنے والا تھا۔ خیام کا پورا نام حکیم ابوالفتح عمر بن ابراہیم اور تخلص خیام تھا

سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب "خیام" میں اس عظیم شاعر کے علمی کارناموں پر تفصیل بیان کیا ہے اس میں فلسفہ ہیئت، علم نجوم اور ریاضی کے موضوعات پر بشمول رباعی اور نوروز نامہ کے ساتھ خیام کی پندرہ کتابوں کی فہرست دی ہے۔

لیکن ان تمام تر علمی اور فنی کارناموں سے قطع نظر عمر خیام کی شہرت و عظمت کا تمام تر دارومدار اس کی رباعیات پر ہے۔ اپنی ان رباعیوں کو انہوں نے حساب، نجوم، طب، و حکمت کے باریک مسائل کی تحقیق سے تھک کر پریشان ہو جانے کے بعد تفریح کے لئے لکھا تھا

عمر خیام کی یہ رباعیاں عبارت کے لحاظ سے مختصر ہیں لیکن مطالب و معانی کے سمندر ہیں۔ خیام کی رباعیوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا دل بعض باتوں کی وجہ کر بہت متاثر تھا اور ان باتوں سے مجبور ہو کر دل کی تسکین کے لئے شعر کے دامن میں پناہ لینے لگے۔ اور انہوں نے اپنی رباعیوں میں بتایا کہ انسان کو اپنی حقیقت کی خبر نہیں۔ کوئی نہیں بتاتا کہ ہم کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جاتا ہے۔

شاعر کا دوسرا غم یہ ہے کہ انسانی زندگی کا درخت کیوں کر سرسبز نہیں ہوتا دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی بھی آخر ایک مشت خاک سے زیادہ نہیں

(۲) گر می نہ خوری طعنہ مزن مستان را — گر دست دہد توبہ کنم یزدان را
تو فخر بدین کنی کہ من می نخورم — صد کار کنی کہ می غلامست آن را

ترجمہ — اگر تو شراب نہیں پیتا ہے تو مستوں پر طعنہ زنی نہ کر۔ اگر موقع مل جائے تو میں خدا سے توبہ کر لوں گا۔ تم جو اس بات پر فخر کرتے ہو کہ میں شراب نہیں پیتا لیکن تم سینکڑوں ایسے کام کرتے ہو جس کا شراب بھی غلام ہے۔

اس رباعی میں خیام نے کہا ہے کہ جو لوگ شراب نوشی پر طعنہ کرتے ہیں انہیں خود اپنا احتساب کرنا چاہیے۔ کیونکہ شراب نہ سہی مگر دوسرے حرام کاموں کا ارتکاب بھی بہر حال تم لوگ سرزنش ہیں۔ لہذا پہلے اپنے دامن کو دیکھنا چاہیے۔

(۳) اے خواجہ یکی کام روا کن ما را — دم در کش و در کار خدا کن ما را
ما راست رویم و لیک تو کج بینی — رو چارۂ دیدہ کن رہا کن ما را

اے خواجہ تو میرا ایک مقصد پورا کر دے خاموش رہ اور ہمیں خدا کے کام میں لگا رہنے دے۔ میں تو سیدھا چل رہا ہوں۔ لیکن تو مجھے ٹیڑھا دیکھ رہا ہے۔ جاؤ پہلے اپنی آنکھ کا علاج کراؤ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

اس رباعی میں خیام نے ایسے مصلحین اور مبلغین پر طنز کرتے ہیں جو اپنی اصلاح کرنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں اور خود اپنی کج روی پر دھیان نہیں دیتے ہیں ایسی اپنی بے راہ روی کی تو کچھ خبر نہیں ہوتی لیکن دوسروں کی اصلاح کا بھوت ہر وقت ان پر سوار رہتا ہے۔

(۴)

ساقی قدحی کہ کارساز است خدا — خود رحمت خود بندہ نواز است خدا
می خور بہ بہار و بار طاعت مفروش — کز طاعت خلق بے نیاز است خدا

ساقی ایک جام دے کیونکہ خدا بڑا کارساز ہے۔ خدا ہی اپنی رحمت سے بندوں کو نوازنے والا ہے — اے ساقی موسم بہار میں شراب پی مگر طاعت کا بوجھ فروخت نہ کر کیونکہ خدا تو مخلوق کی اطاعت سے بے نیاز ہے۔

خیام نے بیان پر ایک بڑے نکتہ کی بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سبھوں کو نوازتا نوازتا ہے۔ جب اپنی نوازشوں کے لیے اطاعت و بندگی سے بے نیاز ہے تو پھر اسکی مخلوق کو بھی داد و دہش کے موقع پر مالکانہ اور اطاعت پسندانہ مزاج سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ بلاتفریق خدا کی نعمت خدا کے بندوں تک پہنچانا چاہیے۔ یہی خدا کی اطاعت کا سچا تقاضہ ہے۔

(۵)

در کوی نیاز ہر دل را دریاب — در کوی حضور مقبلی را دریاب
صد کعبہ آب و گل بیک دل نرسد — کعبہ چہ روی برو دلی را دریاب

تمناؤں کے کوچے میں دلوں کو تلاش کرو اور کوئے حضور میں مقبولیت کو ڈھونڈو۔ آب و گل سے بنے سینکڑوں کعبے ایک دل کی عظمت تک نہیں پہونچ سکتے۔ تم کعبہ کی طرف کیا جا رہے ہو، جاؤ کسی دل کو ڈھونڈو۔

خیام اس رباعی میں کہنا چاہتے ہیں کہ سب سے بڑی عبادت اللہ کے بندوں کی دلجوئی ہے۔